فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

تم میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (آل عمران)

# قرآن، سائنس

# اور

# اِمام احمد رضا

مصنّف

**پروفیسر مجید اللہ قادری**

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا رجسٹرڈ

۴/۷ ۳ تیسری منزل نشیمن بلڈنگ اسٹریچن روڈ۔

B 4/25

# قرآن سائنس

اور

# اِمام احمد رضا

مصنّف

پروفیسر مجید اللہ قادری
(شعبۂ ارضیات جامعہ کراچی)

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

| | |
|---|---|
| کتاب کا نام | قرآن، سائنس اور امام احمد رضا |
| مصنّف | پروفیسر مجید اللہ قادری |
| سن اشاعت | ۱۹۸۹ء / ۱۴۱۰ھ |
| تعداد | ایک ہزار |
| کتابت | خالد محمود |
| قیمت | دس روپے |

ملنے کا پتہ

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

۳۴/۷ تیسری منزل نشیمن بلڈنگ اسٹریچن روڈ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

# تقدیم

فاضل مصنف برادرم پروفیسر مجید اللہ قادری زید مجدہٗ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی کے سرپرست محترم جناب حمید اللہ صاحب قادری حشمتی کے فرزند ارجمند ہیں اور اس ادارے کے جنرل سکریٹری، وہ گزشتہ آٹھ سال سے ادارے کی خدمت کر رہے ہیں مولا تعالیٰ اُنھیں اجرِ عظیم عطا فرمائے آمین!

پروفیسر مجید اللہ قادری، کراچی یونیورسٹی میں شعبہ ارضیات کے استاد ہیں وہ بڑے باحوصلہ جوان ہیں انھوں نے جب سے امام احمد رضا کی خدمت کے لئے اپنی زندگی کو وقف کیا ہے اُس وقت سے خود کو بنانا بھی شروع کر دیا ہے۔ تعمیر سیرت کے لئے خودنگری خودگری اور خودگیری کی منزلوں سے گزرنا ضروری ہے۔ پروفیسر مجید اللہ قادری نے ارضیات کے بعد اسلامک اسٹڈیز میں ایم اے کیا اور خود کو پابند شرع بنایا، وہ ایک مسجد میں اب خطابت بھی کرتے ہیں آجکل امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کا دوسرے اردو تراجم سے تقابلی جائزہ اُن کی تحقیق کا موضوع ہے جس پر وہ کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

پروفیسر مجید اللہ قادری لکھتے رہتے ہیں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے سالنامہ معارف رضا میں مضامین بھی لکھتے ہیں اور اس کی تدوین میں بھی بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ پر اُن کا ایک طویل مقالہ جس میں انھوں نے فتاویٰ رضویہ میں شامل رسائل و مسائل کے موضوعات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے ایک قابل قدر کوشش کی ہے۔ یہ مقالہ ۱۹۸۸ء میں ادارے کی طرف سے شائع ہو چکا ہے پیش نظر مقالہ بھی لائق تحسین کوشش ہے۔ اس میں انھوں نے مختلف علوم و فنون جدیدہ میں امام

احمد رضا کے آثارِ علمیہ کا ایک جائزہ پیش کیا ہے جو یقیناً اہلِ علم اور متلاشیانِ حق کے لئے ایک سوغات ہے اور جو حضرات امام احمد رضا کی کردار کشی میں مصروفِ عمل ہیں اُن کے لئے ایک تازیانہ ہے۔

جدید علوم و فنون میں امام احمد رضا کی مہارت اور تبحّر علمی کے بارے میں راقم نے بھی دو تین مقالات قلم بند کئے، ہیں جو معارف رضا (کراچی)، اشرفیہ (مبارک پور) اور حرکتِ زمین کے رد میں امام احمد رضا کے فکر انگیز مقالہ فوزِ مبین (کراچی) کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ دوسرے محققین نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے مثلاً ہندوستان کے مشہور اسکالر و محقق علامہ شبیر احمد غوری، مولانا محمد احمد مصباحی، خواجہ مظفر حسین، پروفیسر ابرار حسین وغیرہ نے علوم جفر، ھیئاۃ، اور فلسفہ پر امام احمد رضا کی مہارت پر فاضلانہ مقالات لکھے ہیں۔

امام احمد رضا پر لکھنے والے بالعموم وہی باتیں دُھرا دیتے ہیں جو لکھی جا چکی ہیں۔ ایسے محققین و قلمکار بہت کم ہیں جو قاری کے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔ علم مطالعے سے آگے بڑھتا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب نے مطالعہ کر کے قدم آگے بڑھایا ہے اور نئی معلومات کا اضافہ کیا ہے۔ مثلاً اب تک یہی معلوم تھا کہ امام احمد رضا ۵۵ علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے اور بعض معاندین کو اس تعداد میں بھی کلام تھا مگر علوم و فنون میں جدید انقلابات کو سامنے رکھتے ہوئے پروفیسر صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ امام احمد رضا ۷۰ علوم و فنون سے بھی زیادہ علوم و فنون پر عبور رکھتے تھے۔ تقریباً پانچ سو برس پہلے عہد اکبری میں ہندوستان میں شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی ایک جلیل القدر عالم و عارف گزرے ہیں، تاریخ میں اُن کے بارے میں لکھا ہے کہ ۴۴ علوم و فنون پر عبور رکھتے تھے مگر پروفیسر مجید اللہ قادری کی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ امام احمد رضا اُن پر بھی سبقت لے گئے

الحمد للہ علیٰ ذلک۔

امام احمد رضا نے کنز الایمان میں ایک عربی لفظ دحٰھا کا ترجمہ "پھیلایا" کیا ہے جب کہ دوسرے مترجمین نے یہ ترجمہ نہیں کیا۔ پروفیسر صاحب نے لفظ "پھیلایا" کی سائنسی توضیح کرتے ہوئے یہ انکشاف کیا ہے کہ سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں پہاڑ بھی ہیں اور میدان، لمبی کھائیاں اور وادیاں بھی۔ ان پہاڑوں سے لاوا نکلتا رہتا ہے۔ پھر جب اوپر آتا ہے تو پانی کے اندر ہی اندر وہ کھائی کے دونوں جانب سرکتا اور پھر ٹھنڈا ہو کر سخت ہو جاتا ہے۔ اس عمل سے زمین برابر پھیل رہی ہے۔

اللہ اکبر! یہ عمل اتنی خاموشی سے ہو رہا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں۔ بہر حال پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب کا موضوع چوں کہ رضیات ہے اس لئے وہ امام احمد رضا کے ترجمے کی وسعتوں کو سمجھ گئے۔ اُن کی تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ امام احمد رضا کی تصنیفات و تحقیقات اور تخلیقات کو صاحبِ فن ہی اچھی طرح پرکھ سکتا ہے۔ دوسرے کے بس کی بات نہیں کہ ان کو سمجھ سکے۔ بلاشبہ امام احمد رضا پر تحقیق کے لئے اہلِ علم و فن کی ایک جماعت اور مستقل اکیڈمی کی ضرورت ہے۔

الغرض پروفیسر مجید اللہ قادری کی یہ کوشش لائقِ تحسین و آفریں ہے۔ یہ محققین کے لئے ایک اہم مآخذ ہے اور عام قارئین کے لئے معلومات کا ایک خزانہ۔ مولیٰ تعالیٰ پروفیسر صاحب کو اس علمی خدمت کی جزا عطا فرمائے۔ اُن کی عمر اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر محمد مسعود احمد
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ سندھ (پاکستان)

۲۲ محرم الحرام سنہ ۱۴۱۰ھ
۲۹ اگست سنہ ۱۹۸۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید ایک ایسی جامع کتاب اللہ ہے جو اوّل سے آخر تک تمام حقائق و معارف اور جملہ علوم و فنون کا خزینہ ہے۔ رب کائنات کئی مقامات پر قرآن میں اس حقیقت کی نشاندہی فرماتا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

ونزّلنا علیك الکتاب تبیاناً لکلّ شیءٍ (النحل، ۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے [1]

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وتفصیل کلّ شیءٍ (یوسف، ۱۱۱)

اور ہر چیز کا تفصیلی بیان

ایک اور مقام پر اس طرح نشاندہی فرمائی:۔

ما فرّطنا فی الکتاب من شیءٍ (الانعام، ۳۸)

اور ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

قرآن مجید چونکہ کتاب اللہ ہے اور اشرف المخلوقات انسان کی ہدایت کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئی اس لئے ضروری ہے کہ اس آسمانی کتاب میں ہر اس شئے کا ذکر ہونا چاہیئے۔

---

[1] قرآنی آیات کا ترجمہ "کنز الایمان" سے لیا گیا ہے۔

(اشارۃً یا کنایۃً) جو شئے انسانی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔ قرآن اپنی جامعیت کو اس طرح بیان کرتا ہے۔

وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (الانعام: ۵۹)

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو ○

اس کائناتِ ارض و سماء میں جو کچھ ہے وہ شئے یا تو خشک ہے یا تر۔ تیسری کوئی حالت نہیں۔ بحر و بر، شجر و حجر، زمین و آسمان، جمادات و نباتات، جن و انس، حیوانات و دیگر مخلوقات، الغرض عالم اسفل اور عالم بالا کی کوئی بھی شئے یا تو خشک ہوگی یا تر۔ یہاں قرآن نے درحقیقت ساری کائنات کے ایک ایک ذرّے کا بیان کر دیا ہے کہ ہر شئے کا علم اور اس کی اصل قرآن میں موجود ہے۔ چنانچہ علامہ ابن برہان الدین قرآن کی اس جامعیت کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:۔

ما من شیٔ ہر فصو فی القراٰن او فیہ اصلہ (الاتقان جلد دوم ص ۱۲۶)

کائنات کی کوئی شئے ایسی نہیں جس کا ذکر یا اس کی اصل قرآن سے ثابت نہ ہو۔

گویا قرآن میں یا تو ہر شے کا ذکر تفصیل کے ساتھ موجود ہے یا کم از کم اشارۃً اس کا بیان ضرور ہے لیکن ہر کوئی شخص قرآن سے وہ تفصیل اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ جس کسی کو یہ نورِ بصیرت عطا کر دے، اس کا سینہ کھول دے اور حجابات اٹھا دے تو وہ شخص قرآن سے ہر علم و فن کی تفصیل معلوم کر سکتا ہے۔

اس سلسلے میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

ما من شیٔ الا یمکن استخراجہ من القرآن لمن فہمہ اللہ (الاتقان جلد دوم، ۱۲۶)

کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا استخراج و استنباط آپ قرآن سے نہ کر سکیں لیکن جس کو اللہ تعالیٰ خصوصی فہم (علم لدنی) سے بہرہ ور فرما دے۔

ایسی ہی ہستیوں میں ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا قرآن فہمی کے بعد یہ دعویٰ ہے:۔

لو ضاع لی عقال بعیرٍ لوجدتہ فی کتاب اللہ (الاتقان ج ۲: ۱۲۶)

میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو قرآن کے ذریعہ تلاش کر لیتا ہوں

امام المذہب امام شافعی علیہ الرحمہ جامعیتِ قرآن کی نسبت اپنی قرآن فہمی کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:۔

سلونی عما شئتم اخبرکم عنہ فی کتاب اللہ (الاتقان ج ۲: ۱۲۶)

جس چیز کی نسبت چاہو مجھ سے پوچھ لو میں اس کا جواب قرآن سے دوں گا۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے:۔

من اراد العلم فعلیہ بالقرآن فانّ فیہ خبر الاوّلین والاٰخرین (الاتقان ج ۲: ۱۲۶)

جو شخص (جامع) علم حاصل کرنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کا دامن تھامے کیونکہ قرآن میں اوّل سے آخر تک سارا علم (تمام علوم وفنون کا) موجود ہے۔

قرآن کی تعلیمات کو جنھوں نے سینے سے لگایا، برابر غور وفکر کیا تو انھوں نے اپنی زندگی کی تمام مشکلات کا حل قرآن سے حاصل کرلیا، ہر دور کے نئے نئے مسائل کو قرآن سے سمجھ لیا اور قرآن کی سائنسی تعلیمات کی روشنی میں نئی نئی ایجادات کیں اور زمانہ میں ایک انقلاب برپا کیا جس نے انقلابات کی راہ ہموار کی۔ مسلمانوں کی سائنسی ترقی کے سنہری نقوش آج بھی تاریخ میں ثبت ہیں اور جب تک سائنسی تحقیقات کا یہ سلسلہ جاری رہا مسلمان پوری دنیا میں سرخرو رہے لیکن جب مسلمانوں نے قرآن کو سینے سے نکال کر الماریوں کی زینت بنا دیا تو ترقیوں سے محروم ہو کر ذلیل وخوار ہو گئے۔ حالاں کہ قرآن مجید تدبر وتفکر کے لئے نازل کیا گیا تھا مگر اب تو ہم تلاوت سے بھی محروم ہو گئے۔ صرف ایصال ثواب کے لئے تلاوت رہ گئی اور وہ بھی کبھی کبھار۔ دوسری طرف اس تدبّر وتفکر سے غیر مسلم اقوام دنیوی ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہیں۔ ربّ ارض وسما، مسلمانانِ عالم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:۔

کِتٰبٌ اَنزَلنٰہُ اِلَیکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوٓا اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الاَلبَابِ ٥ (ص: ۲۹)

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمھاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل مند نصیحت مانیں۔

ایک اور مقام پر اس طرح متوجہ کراتا ہے:۔

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَومٍ یَّتَفَکَّرُونَ ٥ (الرعد: ۳)

بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو

دوسرے مقام پر غور وفکر کرنے کی اس طرح تعلیم دیتا ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُونَ القُراٰنَ ط .... ٥ (النسآء، ۸۲)

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں

قرآن پاک جیسی جامع فنون کتاب پر جب مسلمانوں نے غور وفکر کرنا چھوڑ دیا تو اس ترقی کے دور میں جہاں

ہزاروں کیا لاکھوں غیر مسلم سائنسدان کائنات کے چپے چپے پر غور وفکر کے عمل میں مصروف ہیں اور ان میں مسلمان سائنسدانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ رہی اور مسلمان مسلمان سے لڑنے مرنے پر تُلا ہوا ہے خارجی حالات کچھ بھی ہوں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو صرف چند مذہبی مسئلے مسائل کی کتاب سمجھ لیا ہے اور آج کے دور کے ہر مسئلے کا حل مغربی دنیا میں تلاش کرتے ہیں۔ اپنے اسلاف کے کارناموں کو بھلا دیا ہمارے بچے یہ جانتے ہی نہیں کہ چند صدیوں قبل دُنیا بھر میں تمام ترقیوں کا محور مسلمان سائنسدان ہوا کرتے تھے اور آج مغرب کی دُنیا اپنی ترقی پر جو نازاں ہے وہ مسلمان سائنسدانوں کی محنت اور کاوشوں کی مرہون منت ہے لیکن بدقسمتی سے ہم آج ان مسلمان سائنسدانوں کے نام تک سے آشنا نہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم مسلمانوں کے تعلیمی ماحول میں کسی بھی سطح پر ان کا ذکر خیر نہیں کیا جاتا اور اگر ہے بھی تو اتنا مختصر اور غیر معیاری کہ بچے کہانی سمجھ کر پڑھتے ہیں اور بعد میں بھول جاتے ہیں۔ کاش کہ مسلمان ممالک میں ان تمام سائنسدانوں کا باقاعدہ تعارف کرایا جائے اور ان کے علمی، فکری کارناموں سے روشناس کرایا جائے۔ قرآن مجید تو وہ کتاب ہے کہ غیر مسلم اس کے جامع العلوم سمجھتے ہوئے اس سے استفادہ کرتے ہیں اور ایک دو نہیں سینکڑوں غیر مسلم اسکالرز قرآن پر غور وفکر کے بعد ایمان کی دولت سے بھی آشنا ہو گئے تو کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے اس پر غور وفکر نہ کریں کہ قرآن دین و دُنیا دونوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

موریس بوکائیے جن کا تعلق فرانسیسی قوم سے ہے جو بعد میں ایمان بھی لے آئے[1] وہ اپنی کتاب "بائبل قرآن اور سائنس" میں قرآن کی عظمت خاص کر سائنسی علوم کی نشاندہی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"جب میں نے پہلے پہل قرآن وحی و تنزیل کا جائزہ لیا تو میرا نقطۂ نظر کلیتاً معروضی تھا پہلے سے کوئی سوچا سمجھا منصوبہ نہ تھا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ قرآنی متن اور جدید سائنس کی معلومات کے مابین کس درجہ مطابقت ہے۔ تراجم سے مجھے پتہ چلا کہ قرآن ہر طرح کے قدرتی حوادث کا اکثر اشارہ کرتا ہے لیکن اس مطالعے سے مجھے مختصر سی معلومات حاصل ہوئیں۔ جب میں نے گہری نظر سے عربی زبان میں اس کے متن کا مطالعہ کیا اور ایک فہرست تیار کی تو مجھے اس کام کو مکمل کرنے کے بعد اس شہادت کا اقرار کرنا پڑا جو میرے سامنے تھی۔ قرآن میں ایک بھی بیان ایسا نہیں ملا جس پر جدید سائنس کے نقطۂ نظر سے حرف گیری کی جا سکے۔" (ترجمہ ثناء الحق صدیقی ص۶)

---

[1] پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری تقریر بعنوان "اسلام اور عصرِ حاضر کا چیلنج" منعقدہ تاج محل ہوٹل مورخہ ۲۹ جون ۱۹۸۶ء زیر اہتمام فاران کلب کراچی۔

آگے چل کر موریس بوکایئے رقمطراز ہیں :۔

"ہمارے علم کے مطابق اسلام کے نقطہ نظر سے مذہب اور سائنس کی حیثیت ہمیشہ دو جڑواں بہنوں کی سی رہی ہے۔ شروع ہی سے اسلام نے لوگوں کو حصولِ علم کی ترغیب دی اور اس کا نتیجہ یہ رہا کہ اسلامی تمدن کے دورِ عروج میں سائنس نے حیرت انگیز ترقی کی جس سے نشاۃ الثانیہ سے قبل، خود مغرب نے بھی استفادہ کیا۔" (ایضاً ص ۱۸)

قدیم زمانے میں لفظ سائنس یا سائنسداں کی اصلاح مستعمل نہ تھی مگر ہر وہ عالم وفاضل جو تمام علوم و فنون میں کامل مہارت رکھتا ہوتا وہ حکیم کہلاتا اور یہ خطاب صاحبِ علم وفضل کے لئے خاص تھا اس دور میں حکیم کے لئے لازم تھا کہ وہ مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ علم ہیئت، نجوم، کیمیا، ابدان وغیرہ سے متعلق جملہ تشریحات کا نہ صرف واقف کار ہو بلکہ تمام علوم وفنون میں کمال رکھتا ہو۔ مسلمان سائنسدانوں نے علوم وفنون کی تمام شاخوں بالخصوص علم ریاضی، ہیئت، طبیعیات، کیمیا، فلکیات، نجوم، طب، نباتات، حیوانات، نفسیات، اخلاقیات حیاتیات پر علم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ مسلمان سائنسدانوں کے حالات وافکار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عموماً تمام ہی سائنسداں دینی علوم کے فارغ التحصیل ہیں یہ ہی وجہ ہے کہ جب بھی وہ کسی مسئلے پر غور وفکر کرتے۔ سب سے قبل وہ قرآن سے راہ حاصل کرتے خواہ دینی مسئلہ ہو یا دنیوی۔ وہ منقولات ومعقولات دونوں کو قرآن سے استنباط کرتے!

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ (م المتوفی ۵۰۵ھ) جن کو مغربی دنیا ایک عظیم فلسفی تسلیم کرتی ہے اور جن کی متعدد کتب درسائل مغربی زبانوں میں منتقل ہو چکے ہیں۔ سے ایک دفعہ ایک غیر مسلم سائنسدان نے سوال کیا :۔

"اجرام فلکی یعنی چاند، سورج اور دیگر سیارگان فضا میں جو حرکت کرتے ہیں وہ دو طرح کی ہے ایک سیدھی دوسری معکوس! قرآن مجید میں ایک سمت میں حرکت کا ذکر تو موجود ہے لیکن دوسری سمت کا ذکر موجود نہیں اور آپ کا قرآن دعویٰ کرتا ہے کہ ہر شے کا علم اس قرآن میں موجود ہے تو آپ بتائیے کہ دوسری سمت کی حرکت کا ذکر کہاں ہے ؟"

(مناہج العرفان فی لفظ القرآن ج ۱، ص ۸۰)

امام غزالی علیہ الرحمہ نے اس غیر مسلم سے ایک سوال پوچھا کہ تم نے پہلی حرکت کا ذکر قرآن مجید کی کس

آیت سے لیا ہے، جواب میں آنحضور نے مندرجہ ذیل آیت تلاوت کی۔

کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝ (یاسین: ۴۰)

امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا اسی آیت شریفہ میں دوسری حرکت معکوس کا ذکر بھی ہے وہ اس طرح کہ کُلٌّ فی فلکٍ کے الفاظ الٹی جانب سے یعنی بائیں جانب سے پڑھے جائیں یعنی فلک کی ک سے شروع کر کے کُل کی ک تک پڑھا جائے تو پھر بھی کُلٌّ فی فلکٍ ہی بنے گا۔ گویا آیت کو دائیں جانب کی سمت سے پڑھیں تو سیارگان کی سیدھی حرکت کا ذکر ہے اور اس معکوس سمت سے پڑھیں تو حرکت معکوس کا ذکر ہے۔[1]

امام غزالی علیہ الرحمہ ایک جانب جید عالم دین تھے تو دوسری طرف اس زمانے کے سائنسی علوم پر بھی بھرپور دسترس رکھتے تھے۔ امام غزالی علیہ الرحمہ کے علاوہ سینکڑوں کیا ہزاروں نام تاریخ میں ملتے ہیں جنھوں نے علوم نقلیہ حاصل کرنے کے ساتھ ہی ساتھ جب علوم عقلیہ پر توجہ دی تو اس میں بھی زبردست دسترس حاصل کی۔ یہاں چند سائنسدانوں کا مختصر تعارف کراتا چلوں جن کا ان کے زمانے میں طوطی بولتا تھا اور جنھوں نے علوم عقلیہ کی ترویج میں بھرپور حصہ لیا اور اپنا نام دنیا کی تاریخ میں سنہری حرفوں میں ثبت کرا گئے۔ مثلاً

(i) ابواسحاق ابراہیم بن جندب (متوفی ۱۵۷ھ/۷۷۶ء) دوربین / TELESCOPE کا موجد

(ii) جابر بن حیان (متوفی ۱۹۸ھ/۸۱۷ء) علم کیمیا کا باوا آدم اور بے شمار کیمیائی مرکبات کا موجد

(iii) عبدالملک اصمعی (متوفی ۲۱۳ھ/۸۳۱ء) علم حیوانیات اور نباتیات پر لکھی جانے والی سب سے پہلی ۵ کتابوں کا مصنف۔

(iv) حکیم یحیی منصور (متوفی ۲۱۴ھ/۸۳۲ء) دنیا کی پہلی رسدگاہ (OBSERVATORY) کا صدر اور ASTRONOMICAL TABLES کا موجد۔

(v) محمد بن موسیٰ خوارزمی (متوفی ۲۳۲ھ/۸۵۰ء) الجبرے کا موجد، الجبر و مقابلہ اور علم الحساب کا مصنف

(vi) احمد بن موسیٰ شاکر (متوفی ۲۴۰ھ/۸۵۴ء) دنیا کا پہلا میکینیکل انجینئر اور علم میکانیت پر پہلی کتاب کا مصنف

(vii) ابوعباس احمد بن محمد کثیر (متوفی ۲۴۳ھ/۸۶۳ء) زمین کا صحیح محیط (CIRCUMFERENCE) معلوم کرنے والا پہلا سائنسدان۔

---

[1] پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مناہج العرفان فی لفظ القرآن جلد-۱ مقدمہ ص ۹)

(viii) ابو یوسف یعقوب بن اسحاق کندی (متوفی ۲۵۴ھ/۸۷۳ء) مسلمانوں کا پہلا فلسفی جس نے مغرب کو حیرت زدہ کر دیا۔

(ix) ابوبکر محمد زکریا رازی (متوفی ۳۰۸ھ/۹۳۲ء) ابتدائی طبی امداد، میزان طبعی، الکحل کا دریافت کرنے والا طب کا امام

(x) حکیم ابونصر محمد بن فارابی (متوفی ۳۳۸ھ/۹۵۰ء) علم اخلاق (ETHICS) کا بانی اور علم نفسیات کا عظیم ماہر۔

(xi) ابو علی حسن ابن الہیثم (متوفی ۴۳۰ھ/۱۰۲۱ء) علم نور (OPTICS) کا عظیم ماہر، انعطاف نور کے نظریہ کا ماہر اور دریافت کنندہ اور آنکھ کی پتلی کا محقق اور کیمرہ کا موجد حقیقی۔

(xii) احمد بن محمد علی مسکویہ (متوفی ۴۲۱ھ/۱۰۳۲ء) نباتات میں زندگی، حیوانات میں قوت حس اور دماغی ارتقا کی دریافت کرنے والا، علم سماجیات (SOCIOLOGY)، نفسیات اور اخلاقیات کا عظیم محقق

(xiii) شیخ حسین عبداللہ بن علی سینا (م ۴۲۸ھ/۱۰۳۸ء) علم طبیعات (PHYSICS) علم الامراض والادویہ کے فنون کا مجدد، دنیا کی باکمال اور جامع شخصیت اور سائنسدانوں میں سب سے زیادہ کتابوں کا مصنف ہے۔

(xiv) ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی (م ۴۳۹ھ/۱۰۴۸ء) پہلا عظیم جغرافیہ داں، ماہر آثار قدیمہ، ریاضیات برصغیر کا پہلا مورخ اور سیاح، دھاتوں کی کثافت اضافی معلوم کرنے والا پہلا سائنسداں۔

(xv) امام محمد بن احمد غزالی (م ۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء) علم دین کا مجدد اور جدید فلسفہ اخلاق کا بانی علم نفسیات اور فلسفہ کا عظیم محقق۔ (ماخذ ابراہیم عمادی ندوی مسلمان سائنسدان اور ان کی خدمات ۱۹۸۷)

ان چند مسلمان سائنسدانوں کے تعارف کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی سنہری تاریخ سے واقف ہو سکیں کہ وہ کتنی حسین تھی۔ ہمارے مسلمان سائنسدانوں نے علوم و فنون کی ہر شاخ پر تحقیق و تجسس کیا اور ہر فن پر علمی آثار چھوڑے ہیں۔ سینکڑوں کتابوں کے مغربی زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں اور بہت سی کتابیں آج بھی تدریس میں شامل ہیں لیکن ہم مسلمانوں کو اس کا کچھ علم نہیں۔

ہر صدی نے عظیم مسلمان سائنسدانوں کو جنم دیا ہے اور ہر کوئی اپنے اپنے علمی بساط کے مطابق ان علوم و فنون کا عظیم ماہر بنا۔ چند کا تعارف کرایا جا چکا ہے اور ہزاروں مسلمان سائنسدان تاریخ کی کتابوں کی زینت ہیں۔ البیرونی کے بعد مسلمانوں میں چودھویں صدی ہجری تک البیرونی جیسا عظیم

سائنسدان پیدا ہی نہیں ہوا۔ یہ اعزاز برصغیر پاک وہند کو (۱۸۵۶ء/۱۲۷۲ھ) کو حاصل ہوتا ہے جب دنیائے انسانیت کا عظیم مدبر، مفکر اور عظیم سائنسدان بریلی کی سرزمین پر جنم لیتا ہے۔ ان کا نام ہے احمد رضا خان بریلوی اور مسلمان ان کو اعلیٰ حضرت یا فاضل بریلوی کے نام سے یاد کرتے ہیں[1]

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی جن کو تمام علوم وفنون (عقلیہ ونقلیہ / قدیمہ وجدیدہ) پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ آپ کو ۵۵ سے زیادہ علوم وفنون پر مکمل دسترس تھی اور ان تمام فنون پر آپ کے قلمی یادگار موجود ہیں[2]۔ آپ کے ان تمام علوم وفنون کی تعداد امام احمد رضا کی اپنی کتاب الاجازہ الرضویہ لمبجل مکۃ البھیہ جو ۱۳۲۳ھ میں تالیف فرمائی تھی اور عربی زبان میں لکھی تھی، اس سے ماخوذ ہے۔ ان ۵۵ علوم وفنون میں علم قرآن، تفسیر حدیث، فقہ، منطق، عقائد وکلام وغیرہ سب شامل ہیں اور ان میں جو علوم عقلیہ ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں[3]

بقول آپ کے کسی استاد کا احسان اٹھائے بغیر محض توفیق الٰہی سے حاصل ہے۔

علم تکسیر، ہیئت، حساب، ہندسہ، ارثماطیقی، جبر ومقابلہ، حساب سینی، لوغارثمات علم التوقیت زیجات، مثلث کروی ومسطح، ہیئت جدیدہ، مربعات، جفر، فلسفہ قدیمہ/جدیدہ علم زائرجہ وغیرہ۔

علوم جدیدہ کی یہ فہرست جو خود مصنف نے پیش کی ہے اور بعد کے مورخین نے اسی کو اپنی کتابوں میں شامل رکھا ہے بہت کم ہے کیونکہ اوّل تو ایک ہزار سے زیادہ لکھی گئی[4] کتابوں میں اکثر غیر مطبوعہ ہیں اور جو طبع ہو چکی ہیں ان پر جدید علوم کی روشنی میں نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ راقم الحروف نے علوم جدیدہ کے حوالے سے جو کتب ورسائل اور فقہی مسائل میں جدید علوم کے جزئیات مطالعہ کئے ہیں اس سے مزید مندرجہ ذیل علوم وفنون کی شاخوں کا اضافہ ہوا ہے اس طرح آپ کے علوم وفنون کی تعداد ۷۰ تک جا پہنچتی ہے۔

(۱) علم طبیعیات (PHYSICS) (ii) علم صوتیات (iii) علم نور (iv) علم کیمیا (v) علم طب (vi) علم الادویہ

---

[1] محمد فخرالدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت جلد اوّل (۱۹۳۸ء) مطبوعہ کراچی

[2] ڈاکٹر محمد مسعود احمد: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی (۱۹۸۱ء) مطبوعہ کراچی

[3] امام احمد رضا خاں: الاجازہ الرضویہ لمبجل مکۃ البھیہ (۱۳۲۳ھ) مطبوعہ

[4] مفتی محمد اعجاز ولی: ضمیمہ المعتقد المنتقد مطبوعہ لاہور ص ۲۶۶

(vi) علم معاشیات (ECONOMICS) (vii) علم اقتصادیات FINANCE (viii) علم تجارت (COMMERCE) (ix) علم شماریات (STATISTICS) (x) علم ارضیات (GEOLOGY) (xi) علم جغرافیہ (GEORAPHY) (xii) علم سیاسیات (POLITICAL SCICNE) (xiii) علم بین الاقوامی امور ...... (INTERNATIONAL RELATION) (xiv) علم معدنیات (xv) علم اخلاقیات (ETHICS)

امام احمد رضا نے معقولات میں جن علوم و فنون پر اپنی قلمی کاوشیں یادگار چھوڑی ہیں ان کی فہرست پیش کی جاتی ہے پھر مختصراً آپ کے علمی بصیرت پر گفتگو کی جائیگی۔

| نمبر شمار | کتاب یا رسالے کا نام | موضوع | زبان | سن اشاعت / ناشر |
|---|---|---|---|---|
| ۱ / | نزول آیات قرآن بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۹ھ) | ہیئت / فلسفہ | اردو | حسنی پریس بریلی |
| ۲ / | فوز مبین در ردِّ حرکتِ زمین (۱۳۳۸ھ) | ہیئت طبیعیات | " " | ۱۹۸۹ء ادارالاشاعت بریلی |
| ۳ / | معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (۱۳۳۸ھ) | ہیئت / طبیعیات | " | مجلس رضا لاہور |
| ۴ / | الکلمۃ الملھمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ فلسفۃ المشئمۃ | | " | ۱۹۷۴ء سمنانی کتب خانہ |
| ۵ / | حاشیہ اصول طبعی | طبیعیات | عربی | غیر مطبوعہ |
| ۶ / | الصراح الموجز فی تعدیل المرکز ⊗ (۱۳۱۹ھ) (۲۴ اوراق) | ہیئت جدیدہ | فارسی | " " |
| ۷ / | جدول برائے جنتری رسالہ | " | " | " " |
| ۸ / | قانون رویۃ اہلہ | " | اردو | " " |
| ۹ / | طلوع و غروب کواکب و قمر | " | " | " " |
| ۱۰ / | رویت الہلال ⊗ (۱۳۲۳ھ) (۱۳ اوراق) | " | " | " " |
| ۱۱ / | مبحث المعادلۃ ذات الدرجۃ الثانیہ | " | عربی | " " |
| ۱۲ / | حاشیۂ کتاب الصور | " | " | " " |
| ۱۳ | حاشیۂ شرح تذکرہ | " | " | " " |
| ۱۴ | حاشیہ طیب النفس ⊗ | " | " | " " |
| ۱۵ | اقمار الانشراح الحقیقۃ الاصباح | " | " | " " |
| ۱۶ | جادۃ الطلوع والممر للسیارہ والنجوم والقمر | " | " | " " |

| نمبر شمار | کتاب یا رسالے کا نام | موضوع | زبان | سن اشاعت/ناشر | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۷ | حاشیہ تسریح | ہیئت جدیدہ | عربی | غیر مطبوعہ | |
| ۱۸ | حاشیہ شرح چغمنی ⊗ ۳۹ اوراق | ″ | ″ | ″ | ″ |
| ۱۹ | حاشیہ علم ہیئاۃ | ″ | ″ | ″ | ″ |
| ۲۰ | رفع الخلاف فی دقائق الاختلاف | ہیئت جدیدہ | ″ | ″ | ″ |
| ۲۱ | حاشیہ شرح باکورہ | ″ | ″ | ″ | ″ |
| ۲۲ | حاشیہ خزانۃ العلم | ریاضی | فارسی | ″ | ″ |
| ۲۳ | الجبل لدائرہ فی خطوط الدائرہ | ریاضی | فارسی | ″ | ″ |
| ۲۴ | مسؤلیات اسہام | ″ | فارسی | | |
| ۲۵ | جدول الریاضی ⊗ | ″ | عربی | ″ | ″ |
| ۲۶ | الکسر العسری ⊗ (۱۳۳۱ھ) (۱۴ اوراق) | ″ | ″ | ″ | ″ |
| ۲۷ | زاویۃ الاختلاف المنظر | ″ | فارسی | ″ | ″ |
| ۲۸ | عزم البازی فی جوالس ریاضی ⊗ | ″ | ″ | ″ | ″ |
| ۲۹ | کسور اعشاریہ (۱۰ اوراق) | ″ | ″ | ″ | ″ |
| ۳۰ | معدن علومی درسنین ہجری عیسوی ورومی | ″ | ″ | ″ | ″ |
| ۳۱ | الاشکال الاقلیدس لنکس اشکال قلیدس | علم ہندسہ | عربی (۱۴۰۶ھ) | مطبوعہ لاہور | |
| ۳۲ | حاشیہ اصول ہندسہ (۱۵ اوراق) | ″ | ″ | غیر مطبوعہ | |
| ۳۳ | حاشیہ تحریر اقلیدس | ″ | ″ | ″ | ″ |
| ۳۴ | اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا | ٹرگنومیٹری | ″ | مطبوعہ لاہور | |
| ۳۵ | المعنی المجلی للمغنی والظلی | علم ہندسہ | ″ | غیر مطبوعہ | |
| ۳۶ | اطائب الاکیسر فی علم تکسیر ⊗ (۴۳ اوراق) | علم تکسیر | ″ | ″ | ″ |
| ۳۷ | حاشیہ الدر المکنون | ″ | ″ | ″ | ″ |
| ۳۸ | ۱۱۵۲ مربعات | ″ | ″ | ″ | ″ |
| ۳۹ | مجتلی العروس | ″ | ″ | ″ | ″ |

| نمبر شمار | کتاب یا رسالے کا نام | موضوع | زبان | سن اشاعت/ناشر |
|---|---|---|---|---|
| ۴۰، | رسالہ در علم تکسیر | تکسیر | فارسی | غیر مطبوعہ |
| ۴۱، | الجداول الرضویہ للمسائل الجفریہ | علم جفر | عربی | ″ |
| ۴۲، | الاجوبۃ الرضویہ للمسائل الجفریہ | ″ | ″ | ″ |
| ۴۳، | الثواقب الرضویہ علی الکواکب الدریہ | ″ | ″ | ″ |
| ۴۴، | رسالہ در لوگارثم | علم لوگارثم | اردو | مطبوعہ ۱۹۸۰ء کراچی |
| ۴۵، | ستین و لوگارثم | ″ | ″ | غیر مطبوعہ |
| ۴۶، | حاشیہ زلالات البرجندی ⊗ | علم زیجات/حرکات سیارگان | عربی | ″ |
| ۴۷، | حاشیہ برجندی | ″ | ″ | ″ |
| ۴۸، | حاشیہ زیج ایلخانی | ″ | ″ | ″ |
| ۴۹ | حاشیہ زیج بہادر خانی (۲۱۲ اوراق) | ″ | فارسی | ″ |
| ۵۰، | حاشیہ فوائد بہادر خانی | ″ | ″ | ″ |
| ۵۱، | حاشیہ جامع بہادر خانی | ″ | ″ | ″ |
| ۵۲، | مسفر المطالع للتقویم والطالع ⊗ | زیجات/حرکات سیارگان | اردو | غیر مطبوعہ |
| ۵۳، | حاشیہ القواعد الجلیلہ | ریاضی/جبر و مقابلہ | عربی | ″ |
| ۵۴، | حل المعادلات لقوی المکعبات ⊗ | ″ | فارسی | ″ |
| ۵۵، | رسالہ جبر و مقابلہ | ″ | فارسی | ″ |
| ۵۶، | تلخیص علم مثلث کروی | ٹریگنومیٹری | فارسی | ″ |
| ۵۷، | رسالہ علم مثلث | ″ | ″ | ″ |
| ۵۸، | وجوہ زوایا مثلث کروی | ″ | ″ | ″ |
| ۵۹، | الموہبات فی المربعات ⊗ | ارثماطیقی | عربی | ″ |
| ۶۰، | کتاب الارثماطیقی | ″ | ″ | ″ |
| ۶۱، | البدور فی اوج المجذور | ″ | فارسی | ″ |

| نمبر شمار | کتاب یا رسالے کا نام | موضوع | زبان | سن اشاعت / ناشر |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۶۲ | ورد القبح عن ورک وقت الصبح | علم توقیت | اردو | فتویٰ رضویہ ج ۴ |
| ۶۳ | تسہیل التعدیل | " | " | غیر مطبوعہ |
| ۶۴ | ترجمہ قواعد ناٹیکل المنک | " | " | مطبوعہ " |
| ۶۵ | جدول اوقات | " | " | " " |
| ۶۶ | میول الکواکب وتعدیل الایام | " / نجوم | " | " " |
| ۶۷ | زیج الاوقات للصوم والصلوٰۃ | " | " | غیر مطبوعہ |
| ۶۸ | طلوع وغروب نیرین | " | " | غیر مطبوعہ |
| ۶۹ | الانجب الانیق فی طرق التعلیق | " | فارسی | مطبوعہ |
| ۷۰ | استنباط الاوقات | " | " | غیر مطبوعہ |
| ۷۱ | البرھان القویم علی العرض والتقویم ⊗ | " | " | مطبوعہ |
| ۷۲ | تاج توقیت (۱۳۲۰ھ) | " | " | " |
| ۷۳ | رویت ہلال رمضان ⊗ (۱۳۲۳ھ) | " | اُردو | غیر مطبوعہ |
| ۷۴ | جدول ضرب | " | عربی | مطبوعہ |
| ۷۵ | حاشیہ جامع الافکار | " | " | " |
| ۷۶ | حاشیہ زبدۃ المنتخب | " | " | " |
| ۷۷ | استخراج تقویمات کواکب | نجوم / فلکیات | فارسی | غیر مطبوعہ |
| ۷۸ | استخراج وصول قمر براس | " " | " | " |
| ۷۹ | ازکی البہا فی قوۃ الکواب وضعفہا | " " | " | " |
| ۸۰ | رسالۃ العاد قمر | " " | عربی | " |
| ۸۱ | حاشیہ حدائق النجوم | " " | " | " |
| ۸۲ | القواعد الجلیلہ فی العلم الجبریہ ⊗ | علم ریاضی / الجبرا | عربی | غیر مطبوعہ |
| ۸۳ | رسالہ در علم مثلث الکروی القائمۃ الزاویہ | " ٹرینگو میٹری | " | " " |

| نمبر شمار | کتاب یا رسالے کا نام | موضوع | زبان | سن اشاعت/ناشر |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۸۴، | الجفر الجامع (۱۳۳۳)ھ | علم جفر/فلکیات | عربی | غیر مطبوعہ |
| ۸۵، | البیان شافیا لفونو غرفیا (۱۳۲۶)ھ | علم صوتیات | 〃 | 〃 |
| ۸۶، | الجواہر والتوقیت فی علم التوقیت | علم توقیت | 〃 | 〃 |
| ۸۷، | سمع الدار - فیما جورث العجز عن الماء (۱۳۳۵ھ) | علم نور/طبیعیات | اردو | فتاوی جلد اوّل |
| ۸۸، | النور والنورق لاسفار الماء المطلق (۱۳۳۴ھ) | 〃 | 〃 | 〃 |
| | الدقۃ والتبیان لعلم الرقۃ والیسلان (۱۳۳۴ھ) | 〃 | 〃 | 〃 |
| ۹۰، | النھی النمیر فی الماء المستدیر (۱۳۳۴ھ) | علم ریاضیات | 〃 | 〃 |
| ۹۱، | رحب الساحۃ فی میاہ لایستوی (۱۳۳۴ھ) | 〃 | 〃 | |
| ۹۲ | وجھا وجو فہا فی الساحۃ | 〃 | 〃 | 〃 |
| ۹۲، | المطر السعید علی بنت جنس الصعید (۱۳۳۵ھ) | علم ارضیات | 〃 | 〃 |
| ۹۳، | سفر السفر عن الجفر بالجفر | علم جفر/نجوم/فلکیات | | 〃 |
| ۹۴، | حسن التعمم لبیان حد التیمم (۱۳۳۵ھ) | علم ارضیات | 〃 | 〃 |
| ۹۵، | کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ) | علم اقتصادیات/تجارت | عربی | مطبوعہ لاہور |
| ۹۶، | الصحا لحکومہ فی فنس الخصوصہ (۱۳۲۱ھ) | معاشیات | اردو | فتاوی رضویہ ج: ۷ |
| ۹۷، | الکشف شافیہ حکم فونو غرافیا (۱۳۲۸ھ) | علم صوت | 〃 | فتاوی ج: ۱۰ |
| ۹۸، | المنی والدرر لمن عمد منی آرڈر (۱۳۱۱ھ) | علم تجارت/بینکاری | 〃 | فتاوی ج: ۱۱ |
| ۹۹، | افصح البیان فی حکم مزارع ہندوستان | علم زراعت | 〃 | فتاوی ج: ۴ |
| ۱۰۰، | الاحلی من السکر لطلبۃ سکر روسر (۱۳۰۳ھ) | علم کیمیا اطلاقی | 〃 | فتاوی ج: ۲ |
| ۱۰۱ | تدبیر فلاح ونجات واصلاح | علم معاشیات/اقتصادیات | اردو | مطبوعہ کراچی |
| ۱۰۲، | اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام | علم بین الاقوامی امور | عربی | مطبوعہ |
| ۱۰۳، | دوام العیش فی الائمۃ من قریش (۱۳۳۹ھ) | علم سیاسیات | اُردو | مطبوعہ کراچی |
| ۱۰۴، | حاشیہ مقدمہ ابن خلدون | 〃 | عربی | غیر مطبوعہ |

| نمبر شمار | کتاب یا رسالے کا نام | موضوع | زبان | سن اشاعت / ناشر |
|---|---|---|---|---|
| ۱۰۵ | فتوٰی رضویہ جلد ہفتم | کچہری کا نیلام / بیمہ / کوآپریٹو بنک / کمپنیوں کے حصص / انشورنس | ″ | مطبوعہ کراچی |

⊗ یہ رسائل ادارہ تحقیقات امام احمد رضا میں موجود ہیں۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز نے منقولات کے بیش بہا خزانے کے ساتھ معقولات میں بھی ایک قیمتی سرمایہ عربی، فارسی، اُردو تینوں زبانوں میں یادگار چھوڑا ہے۔ علوم عقلیہ میں جو اہم یادگار چھوڑی ہیں اس کی ایک نامکمل فہرست آپ کے سامنے ہے۔ آپ کا سب سے قیمتی، تحقیقی شاہکار قرآن مجید کا اردو زبان میں کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے ترجمہ جو آپ نے ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء مکمل کیا یہ ترجمہ جہاں ایک طرف فنی اعتبار سے مستند ترین ترجمہ ہے تو دوسری طرف مکمل سائنٹیفک ترجمان ہے اور دوسرا اہم ترین شاہکار فتاوٰی رضویہ ہے جو ۱۲ ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے۔ ہر جلد ہزار حجازی سائز صفحات پر مشتمل ہے ایک ضخیم علمی تحقیقی خزانہ ہے اگرچہ یہ فقہی مسائل پر مشتمل ہے لیکن یہ منقولات کے ساتھ ساتھ معقولات کے تمام علوم و فنون کا احاطہ کرتا ہے۔ مثلاً ریاضی و جغرافیہ جیسے علوم سے مسائل شرعیہ کا استخراج[1]، مسافت قصر کا تعین علم توقیت / جغرافیہ / ارضیات کی روشنی میں[2]

اوقات صوم و صلوٰۃ علم ہیئت / توقیت کے قواعد کی روشنی میں[3]، بنیکاری، اقتصادیات معاشیات کی روشنی میں شرعی توجیہات[4]، علم زیجات / ریاضی / فلکیات کی مدد سے رویت ہلال کے مسائل کا حل[5]

فتاوٰی رضویہ جلد اوّل اگرچہ کتاب طہارت پر مشتمل ہے لیکن ضمنی مسائل کے اندر علوم عقلیہ کی تشریحات میں مکمل دسترس کا ثبوت دیا ہے مثلاً پانی میں رنگ ہے یا نہیں، پانی کا رنگ سفید ہے یا سیاہ، کیا سبب ہے کہ موتی، شیشہ، بلور پیسے سے خوب سفید ہو جاتے ہیں، رنگین پیشاب کا جھاگ سفید کیوں معلوم ہوتا ہے

---

[1] امام احمد رضا خاں — فتاوٰی رضویہ ج : ۲

[2] امام احمد رضا خاں • جد الممتار علی رد المحتار ج : اوّل

[3] ″ ″ ″ ″ — فتاوٰی رضویہ ج : ۲

[4] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ج : ۷

[5] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ج : ۴

آئینہ میں دراز پڑ جائے تو وہاں سپیدی کیوں معلوم ہوتی ہے، آئینہ میں اپنی صورت اور وہ چیزیں جو پیچھے
کے پیچھے ہوتی ہیں کس طرح نظر آتی ہیں، آئینہ میں داہنی جانب بائیں اور بائیں جانب داہنی کیوں نظر آتی ہے
برف کے سفید نظر آنے کا سبب، شعاعیں جتنے زاویے پر جاتی ہیں اتنے ہی زاویے پر پلٹتی ہیں، رنگتیں تاریکی میں
موجود رہتی ہیں، پتھر کس طرح بنتا ہے، پتھروں کی اقسام، پارہ آگ پر کیوں نہیں ٹھہرتا۔ معدنیات میں چار
قسمیں ناقص الترکیب ہیں، چاروں عنصروں میں ایک دوسرے سے تبدیلی کی بارہ صورتیں اجزائے ارضیہ بلا واسطہ
بھی آگ ہو جاتے ہیں، کان کی ہر چیز گندھک کی پارے کی اولاد ہے، گندھک نر ہے یا مادہ، قطر و محیط کی
نسبت دائرے کے قطر و محیط و مساحت سے جو ایک چیز معلوم ہوتی ہے دو معلوم کرنے کا طریقہ، مصنف
مٹی کی اقسام اور ان کی درجہ بندی وغیرہ۔ اسی طرح تمام مجلدات میں سائنسی موضوعات پر رسائل اور تحریر
ملتی ہے فتاوی رضویہ جلد ہفتم کا مطالعہ کیجئے تو اقتصادیات، معاشیات، بینکاری اور دیگر لین دین کے تمام مسائل
سمیٹے ہوئے ہے اگر تحقیق کی نگاہ سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو اسلامی نظام مالیات کی یہ نادر کتاب
ہے جو ہر مسلمان معاشرہ کے لیے ضروری ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو سائنسی علوم پر بھی اتنی ہی دسترس حاصل تھی جتنی دینی علوم پر اور آپ کے
سامنے دینی، سائنسی، منقولات یا معقولات کا کوئی بھی پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ پیش ہوتا تو آپ فی الفور اور
اور فی البدیہہ اس کا جواب تحریر فرما دیتے یا زبانی بتا دیتے اور خوبی یہ ہوتی کہ کتابوں کی مدد کے بغیر
اس مسئلے کا حل پیش فرما دیتے۔ مثلاً دوسرے حج کے موقع پر (۱۳۲۳ھ) میں علماء حرمین شریفین نے
دو اہم مسئلوں کے سلسلے میں آپ سے استفسار کیا۔ ایک کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علم الغیب
سے تھا اور دوسرے کا تعلق کاغذ کے نوٹ کا مسئلہ تھا جو اقتصادیات اور معاشیات سے متعلق تھا آپ
نے استفتاء کے جواب میں مسئلہ علم الغیب پر عربی زبان میں صرف ۸۔۱۰ گھنٹوں میں ۳ نشست کے اندر بخار
کے عالم میں بغیر کسی کتاب کتابچہ کی مدد کے ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ایک مدلل جواب بعنوان "الدولۃ المکیۃ
بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۴ھ) اپنے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں (متوفی ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۲ء)
کو املا کروائی اور اسی طرح دوسری کتاب نوٹ کے مسئلہ پر عربی زبان میں چند گھنٹوں میں بغیر کتب
کی مدد کے کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم" (۱۳۲۴ھ) جیسی ممتاز کتاب تصنیف فرمائی جو بلا سود

---

۱؎ امام احمد رضا الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۴ھ)

بنکاری کے شرعی طریق کار پر منفرد کتاب ہے اور موجودہ بنکاری اور اقتصادی مسائل کی اہم ضرورت ہے اس طرح مسائل جدیدہ کے موضوع پر سینکڑوں کتب و رسائل تصنیف فرمائے اور اُن کی تصنیف میں بھی کسی بھی کتاب کو کھول کر دیکھنے کی نوبت نہ آئی اس کی وجہ یہ تھی کہ جب کبھی ایک کتاب نظر سے گزر جاتی وہ اسی طرح آپ کے ذہن میں محفوظ رہتی جس طرح آج کمپیوٹر پوری کتاب کو محفوظ کر لیتا ہے اور جب وقت بھی کوئی مسئلہ منقولات یا معقولات کا درپیش آتا آپ کا ذہن اس مسئلہ کو اسی لمحہ حل کر دیتا جس طرح بٹن دباتے ہی کمپیوٹر رزلٹ دے دیتا ہے۔ یہ ایک آپ کی بے پناہ ذہانت و فطانت کی دلیل ہے۔ مثلاً:۔

سان فرانسسکو (امریکہ) کے ایک ہیئت داں (ASTRONOMIST) پروفیسر البرٹ ایف پورٹا نے ایک دفعہ یہ پیشن گوئی کی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بیک وقت کئی ستاروں کے اجتماع اور ان کی مجموعی کشش کے نتیجے میں بڑے بڑے گھاؤ پڑیں گے جس سے امریکہ میں خصوصاً اور دنیا میں عموماً زبردست تباہی مچے گی۔ یہ پیشنگوئی بھارتی اخبار ایکسپریس بانکی پور پٹنہ کے ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے شمارے میں شائع ہوئی[۱]

امام احمد رضا کے سامنے جب علامہ ظفر الدین بہاری (متوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء مصنف صحیح البہاری ۶ جلدیں) نے اس پیشنگوئی پر استفسار کیا تو آپ نے اس کو لغو قرار دیا اور اس امریکی ہیئت داں کی پیشنگوئی کی رد میں ایک سائنٹیفک رسالہ اردو زبان میں بعنوان معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (۱۳۳۸ھ) مکمل کیا جو لاہور سے مجلس رضا نے طبع کروایا تھا اور اس سال اس کا انگریزی ترجمہ (مترجم مشہور صحافی نگار عرفانی) ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع کر رہا ہے۔

اس رسالے کے علاوہ آپ نے آئن اسٹائن اور آئزک نیوٹن کے خیالات کا بھی تعاقب کرتے ہوئے ۳ مزید سائنسی رسائل تحریر فرمائے۔

۱۔ الکلمۃ الملھمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ لوھاء فلسفۃ المشئمۃ ۱۳۳۸ھ (مطبوعہ انڈیا)

۲۔ فوزِ مبین در ردّ حرکت زمین (۱۳۳۸ھ حال ہی میں بریلی سے مکمل شائع ہوا ہے)

۳۔ نزول آیات قرآن بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۸ھ) مطبوعہ لاہور

---

[۱] ظفر الدین بہاری حیات اعلیٰ حضرت جلد اوّل مطبوعہ کراچی

امام احمد رضا نے یہ رسائل لکھ کر علم ہیئت کے میدان میں تہلکہ مچا دیا کیوں کہ آپ نے نیوٹن آئین اسٹائن اور البرٹ ایف پورٹا کے پیش کئے ہوئے لنکے بنیادی قانون کا رد فرمایا اور قرآن سے ثابت کیا کہ زمین ساکن ہے اور سورج اور دوسرے سیارے زمین کے گرد گردش میں مصروف ہیں۔ آپ نے رد میں ۱۰۵ دلیلیں قائم کیں جن میں سے ۱۵ دلیلیں سابقہ کتابوں کی ہیں اور ۹۰ دلائل خود آپ نے تنہا قائم کئے[1]۔ حرکت زمین کے رد میں ایک کتاب جرمنی سے بھی شائع ہوئی تھی بعنوان 100 AUTHORS AGAINST EINSTION[2]

نیوٹن اور آئن اسٹائن کے نظریات سے تمام دُنیا واقف ہے اور ہم مسلمانوں کو چاہیئے کہ مولانا احمد رضا کے تعاقبات اور تنقیدات کا مطالعہ کریں اور دُنیا کے سامنے پیش کریں کیونکہ اوّل تو آپ کے ان معاصرین میں ہیں دوم آپ بات دلائل سے کرتے ہیں اور دلائل بھی عین سائنسی ہوتے ہیں۔ آپ کی کتاب۔ نظریہ حرکت زمین کا جب پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام (نوبل انعام یافتہ) نے مطالعہ کیا تو اپنے خیال کا اظہار انھوں نے ایک مکتوب ہی میں کیا۔ جو ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کے نام لکھا تھا ہے[3]

"مجھے خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا نے اپنے دلائل میں LOGICAL & AXIOMATIC پہلو مدنظر رکھا ہے۔"

آپ کے فلسفہ رد حرکت زمین کے سلسلے میں پروفیسر ابرار حسین علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی قمطراز ہیں[4]

"اعلیٰ حضرت کی ضرب در اصل نیوٹن کے نظریات پر ہے.... اعلیٰ حضرت کی تحریر کو سرسری نظر سے دیکھ کر رد کر دینا میرے خیال میں غیر سائنسی فعل ہے خصوصاً اس صورت میں جب نامور سائنسداں بھی اس قسم کے نظریات آج بھی رکھتے ہیں۔"

امام احمد رضا ہیئت، طبیعات، فلکیات کے ساتھ ہی ساتھ علم ریاضی، ہندسہ، کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ علوم ریاضی پر بے شمار رسائل تصنیف فرمائے ہیں اور بہت سی کتابوں پر حواشی بھی لکھے ہیں اور مختلف موقعوں پر حیرت انگیز جواب بھی دیئے ہیں۔ مثلاً ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء سے قبل برصغیر پاک و ہند کے ماہر

---

[1] ڈاکٹر محمد مسعود احمد مقدمہ امام احمد رضا اور نظریہ حرکت زمین مطبوعہ کراچی ص ۱۱ ۱۹۸۳ء

[2] ایضاً ص ۱۶

[3] ڈاکٹر محمد مسعود احمد: امام احمد رضا اور نظریہ حرکت زمین کراچی ۱۹۸۳ء ص ۱۸

[4] ایضاً ص ۱۹

ریاضی داں اور علیگڑھ یونیورسٹی کے سابق شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے علم المربعات سے متعلق ایک سوال اخبار دبدبۂ سکندری (رام پور) میں شائع کروایا کہ کوئی ریاضی داں اس کا جواب دے چنانچہ جب آپ کے سامنے وہ سوال پیش کیا گیا تو آپ نے نہ صرف جواب شائع کروایا بلکہ اپنی طرف سے ایک سوال اس جواب کے ساتھ پیش کیا جب کا جواب سر ضیاء الدین نے اخبار میں شائع کروایا تو آپ نے ڈاکٹر ضیاء الدین کے جواب کی تغلیط فرما کر ڈاکٹر صاحب کو حیرت میں ڈال دیا کہ ایک عالم دین دینی اور تدریسی زندگی بسر کرنے والا اتنا بڑا ریاضی داں بھی ہے[1]

ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو ایک دفعہ پھر ریاضی کے مسئلہ میں دشواری پیش آئی اور جس کے حل کے لئے وہ جرمنی جانا چاہتے تھے لیکن پروفیسر علامہ سید سلیمان اشرف بہاری متوفی ۱۳۸۶ھ (۱۹۶۶ء) صدر شعبہ دینیات علیگڑھ یونیورسٹی جو امام احمد رضا کے تلمیذ و خلیفہ بھی ہیں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو لے کر بریلی حاضر ہوئے اور جب سر ضیاء الدین نے اپنا لاینحل PROBABILITY کا سوال آپ کے سامنے زبانی پیش کیا تو آپ نے زبانی فوراً اس کا حل پیش کر دیا[2]۔ بعد میں سر ضیاء الدین نے اپنے تاثرات میں فرمایا:۔

> "میرے سوال کا جواب بہت مشکل اور لاینحل تھا۔ آپ نے الیسا فی البدیہہ جواب دیا گویا اس مسئلے پر عرصے سے ریسرچ کر رہے ہوں۔ اب ہندوستان میں اس کا کوئی جاننے والا نہیں[3]"

اسی طرح امام احمد رضا نے علم صوتیات کے موضوع پر ایک رسالہ بعنوان "البیان شافیا لفونو غرافیا" ۱۳۲۶ھ میں قلمبند فرمایا۔ اگرچہ اس کا موضوع بھی فقہی ہے مگر حقیقت میں سائنسی ہے اور سارے آوازوں کی لہروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی علم ہیئت / طبیعیات پر کئی رسائل فتاوی رضویہ کی زینت ہیں۔ علم ہیئت کے ساتھ ساتھ علم نجوم / توقیت / تکسیر پر کمال حدِ ایجاد کے درجہ پر تھا۔ چنانچہ ظفر الدین بہاری حیات اعلیٰ حضرت میں ص ۵۹ پر رقمطراز ہیں۔

---

[1] ظفر الدین بہاری حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد اوّل ص ۱۵۶

[2] ظفر الدین بہاری حیات اعلیٰ حضرت جلد اوّل مطبوعہ کراچی ص ۱۵۳

[3] ایضاً ص ۱۵۵

"ہیئت و نجوم میں کمال کے ساتھ علم توقیت میں کمال حدِ ایجاد کے درجہ پر تھا یعنی اگر انہیں فن کا موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔"

امام احمد رضا نے علوم عقلیہ کے حوالے سے جو کچھ تحریر کیا ہے اس کی ندرت یہ ہے کہ پہلے حمد و ثناء بیان فرماتے ہیں پھر قرآنِ مجید کے حوالے دیتے ہیں اس کے بعد اقوالِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نقل فرماتے ہیں۔ پھر اقوال سلف صالحین سے دلائل مضبوط کرتے ہیں۔ ان تمام دلائل کو یکجا کرنے کے ساتھ ساتھ ترتیب نو کرتے ہیں اور آخر میں اپنے قول پیش فرماتے ہیں گویا ہر سائنسی رسالہ بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں۔ جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ قرآن مجید، احادیث پر آپ کی بڑی گہری اور وسیع نظر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے قرآن اور سائنس کو کبھی علیحدہ نہ کیا اور ہر سائنسی موضوع پر لکھ کر یہ ثابت کیا کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں تمام تعلیم موجود ہے۔ اسی وجہ سے امام احمد رضا کا انداز فکر منطقی ہوتے ہوئے بھی مذہبی تھا وہ کسی علم و فن کو مذہب سے علیحدہ تصور نہ کرتے۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ جب پروفیسر حاکم علی خان[2] (المتوفی ۱۹۴۳ء) جو اسلامیہ کالج لاہور میں ریاضی کے استاد تھے اور اپنے فن میں یگانۂ روزگار تھے انہوں نے امام احمد رضا سے نظریۂ حرکت زمین کے متعلق استفسار کرتے ہوئے ایک مکتوب میں آپ کو لکھا[2]۔

"غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر انشاء اللہ سائنس کو اور سائنسدانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے!"

امام احمد رضا نے اس کا جو جواب قلمبند کیا وہ مسلمان سائنسدانوں کے لئے قابل توجہ ہے آپ نے لکھا[3]

"محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے یوں تو معاذ اللہ! اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے سب میں مسئلے اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل

---

۱؎ اقبال احمد فاروقی تذکرہ علمائے اہلسنت مطبوعہ لاہور

۲؎ پروفیسر محمد مسعود احمد حیات امام احمد رضا خاں بریلوی مطبوعہ کراچی ص :

۳؎ ایضاً ص :

سائیس کو مردود پامال کردیا جائے، جا بجا سائنس کے اقوال سے اسلامی مسئلے کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال و اسکات ہو، یوں قابو میں آئیگی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنسداں کو باذنہ تعالیٰ دشوار نہیں۔"

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ فرزند مفتی محمد مظہر اللہ مجددی نقشبندی دہلوی (المتوفی ۱۳۸۶ھ ۱۹۶۶ء) امام احمد رضا کے فکری انداز کے سلسلے میں اپنی تالیف "حیات امام احمد رضا خاں" میں صفحہ نمبر ۱۱۳ پر رقمطراز ہیں۔

"مولانا بریلوی نے جس انداز فکر کی نشاندہی کی ہے اگر اس کو اپنا لیا جائے تو آج ہمارے پڑھے لکھے نوجوان جدید افکار و خیالات سے اتنے مرعوب اور اسلامی فکر و خیال سے اتنے بیگانہ نظر نہ آتے بلکہ راقم کا تو یہ خیال ہے کہ خود سائنس داں قرآن سے روشنی حاصل کرتے تو جہاں وہ آج پہنچے ہیں صدیوں قبل پہنچ چکے ہوتے"

امام احمد رضا قرآن پاک کے گرویدہ تھے اور آپ نے تمام علوم و فنون قرآن ہی سے سیکھا اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ جب قرآن پاک کی ان آیات کا ترجمہ فرماتے جو قطعی طور پر علوم عقلیہ کی وضاحت کرتے ہیں یا اس طرف اشارہ ہوتا، تو اردو زبان کے تمام تراجم میں واحد آپ کا ترجمہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو اللہ نے وہ علم لدنّی عطا فرمایا ہے کہ اس کے صدقے میں آپ ہر آیت میں اس علم و فن کے متعلق جان لیتے اور پھر لفظوں کا چناؤ اسی علم کی اصطلاحات کے مطابق فرماتے۔ یہ خوبی اُردو زبان کے کسی بھی قرآنی ترجمہ میں نظر نہیں آتی اگرچہ تمام مترجمین یقیناً علوم دینیہ سے باخبر ہوں گے لیکن علوم عقلیہ کا کوئی واقف کار نظر نہیں آتا۔ مگر امام احمد رضا تمام سائنسدانوں کی توقعات پر پورا اُترتے ہیں اور آپ کا ترجمہ پڑھ کر جہاں ایک دینی عالم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا وہیں علوم عقلیہ کا ماہر بھی امام احمد رضا سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتا اور وہ یہ جان کر خوش ہوتا ہے کہ سائنسی قانون جو آج پیش کیے جا رہے ہیں ہمارا قرآن ۱۴ سو سال قبل پیش کر چکا ہے۔

مثلاً اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ انسان زمین کے کناروں سے نکل کر فضاؤں کو چیرتا ہوا چاند پر قدم رکھنے کے قابل ہو گیا۔ اب اس حقیقت کے لئے دو باتیں قرآن سے مطلوب ہیں پہلی یہ کہ کیا انسان زمین کے کناروں سرحدود سے باہر نکل سکتا ہے یا نہیں اور نکلنے والا کافر

ہوگا یا مسلم دوسری بات یہ کہ آیا انسان چاند یا دوسرے سیاروں پر پہنچ سکتا ہے یا نہیں ۔ ان دونوں سوالوں کا جواب قرآن پاک کے حوالے سے سوائے امام احمد رضا کے ترجمے کے اور کسی مترجم کے ہاں نہیں ملتا قرآن پاک نے ان دونوں سوالوں کی حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

یٰمعشر الجنّ والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السّمٰوٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الّا بسلطٰن ۝ ۳۳ (الرحمٰن)

اے جن و انس کے گروہ اگر تم سے ہوسکے کہ آسمان و زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ۔ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے ۝ (ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن امام احمد رضا)

امام احمد رضا نے قرآن پاک سے یہ ثابت کیا کہ زمین کے کناروں سے نکلنا آسان تو نہیں مگر اگر نکل جاؤ گے تو سلطنت اسی کی رہے گی یعنی وہ اس زمین کا بھی خدا ہے اور تم جس جگہ بھی چلے جاؤ وہاں اسی کی خدائی ہے۔ آپ نے لا تنفذون الّا بسلطٰن ۝ کا ترجمہ فرمایا کہ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے اور یہ علمی سائنٹیفک ترجمہ ہے کیونکہ اس میں کوششوں کے بعد زمین کے کناروں سے نکلنے کا اشارہ موجود ہے کہ انسان ترقی کر کے اس دور میں داخل ہوگا کہ جب وہ زمین کے کناروں سے نکل سکے گا اور آج ہزاروں لاکھوں آدمی فضائی سفر کرتے ہیں زمین سے تیس ہزار سے ۴۰ ہزار فٹ بلندی پر پہنچ جاتے ہیں اور انسان نے جہاز کے بعد راکٹ بنائے جو لاکھوں میل دور کی سیر کر سکتے ہیں اسی میں ایک راکٹ اپالو نام کا چاند پر بھی پہنچ گیا اور اب انسان کا سفر چاند سے بھی دور مریخ کی طرف ہے جو زمین کے کنارے سے کروڑوں میل دور ہے۔ تو زمین کے کناروں سے نکلنا ناممکن ہوتا تو کسی طرح کوئی بھی انسان ہزار کوشش کے باوجود نہیں نکل سکتا اور اگر یہ قرآنی قانون ہوتا کہ تم زمین کے کناروں سے نہ نکل سکو گے تو مرضی خداوندی کے خلاف انسان یہ کام انجام نہیں دے سکتا تھا مگر قرآن بتا رہا ہے کہ آؤ مجھ سے پوچھو میں ہر شے کی تفصیل بتاؤں گا۔ امام احمد رضا نے اس نکتے کو جب قرآن سے پوچھا تو قرآن نے جواب دیا کہ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے جب کہ مترجمین کے ترجموں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان زمین کے کناروں سے نکل ہی نہیں سکتا۔

۱۔ لا تنفذون الّا بسلطٰن ۝

نہ پیٹھ جاؤ گے تم مگر ساتھ غلبہ کے (شاہ رفیع الدین)

۲۔ مگر بدون زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے ہی نہیں) (مولوی اشرف علی تھانوی)

۳۔ اور زور کے سوا تم نکل سکتے ہی نہیں۔ (مولوی فتح محمد جالندھری)

۴۔ مگر کچھ ایسا ہی زور ہو تو نکلو (ڈپٹی نذیر احمد دہلوی)

۵۔ تم دلیل کے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتے۔ (مرزا بشیر الدین)

۶۔ تم بغیر قوت اور غلبہ کے نکل ہی نہیں سکتے (مولوی فرمان علی)

۷۔ نہیں بھاگ سکتے اس کے لیے بڑا زور چاہیئے۔ (مولوی مودودی)

اسی طرح دوسرے سوال کا جواب کہ آیا انسان زمین کے علاوہ کسی اور سیارے پر قدم رکھ سکتا ہے یا نہیں اس جواب کی گنجائش بھی صرف امام احمد رضا کو نظر آئی اگرچہ ان کے زمانے میں انسان نے چاند پر قدم نہیں رکھا تھا مگر انسان کی ترقی کی دوڑ کو انھوں نے دیکھ لیا تھا اور قرآن کو بھی انھوں نے دیکھا تو قرآن نے جواب دیا

والقمر اذا اتسق ہ لترکبن طبقا عن طبق ہ فما لہم لا یؤمنون ہ (الانشقاق)

اور چاند کی قسم جب کامل ہو جائے ۱۸ ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے ۱۹ تو کیا ہوا انھیں ایمان نہیں لاتے ۲۰

یہاں آپ نے لترکبن طبقا عن طبق کا ترجمہ منزل چڑھنا فرما کر یہ بتا دیا کہ انسان جب فضاؤں کو چیرتا ہوا باہر نکلے گا تو ضرور اس کی کوئی دوسری منزل ہوگی اور سورت کی ۱۸ ویں آیت یہ بھی اشارہ کرتی ہے کہ وہ منزل چاند ہوگی اور ممکن ہے کہ منزل بہ منزل انسان چڑھتا ہی چلا جائے اور ۲۰ ویں آیت یہ بھی اشارہ کر رہی ہے کہ یہ انسان جو چاند یا کسی اور سیارہ پر قدم رکھے گا وہ مسلمان نہیں کافر ہوگا اور دنیا گواہ ہے کہ چاند پر پہلا قدم رکھنے والے دونوں امریکی خلاباز نیل آرمسٹرانگ اور ایڈن ایلڈرن کافر تھے۔[1] اب اگر قرآن یہ بات بتانے سے قاصر ہے کہ آیا انسان کسی دوسرے سیارے پر قدم رکھے گا یا نہیں اور انسان قدم رکھ لے تو اتنی بڑی ترقی اگر قرآن نہ بتا سکے تو پھر قرآن کا یہ وعدہ درست نہیں رہتا کہ ہر خشک اور تر کا ذکر قرآن میں موجود ہے یا ہر شے کی تفصیل موجود ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہوا کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے خاص کر آج کل کے دور میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم پر دسترس بھی ضروری ہے۔ امام احمد رضا نے ایسے ہی لفظوں کا چناؤ کر کے جہاں مذہبی اور دینی قانون کی پابندی کی ہے تو دوسری طرف دیگر علوم و فنون کی معلومات کی بھی بڑے پتے تلے لفظوں میں ترجمانی کی ہے اب اسی آیت کا ترجمہ جو دیگر مترجمین کرتے ہیں اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ

---

[1] اخبار جنگ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۶۹ء

کہ یہ آیت انسان کی اس ترقی کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔

لتركبن طبقا عن طبق ۱۹ الانشقاق

۱۔ البتہ سوار ہوگے تم ایک حالت پر ایک حالت سے (شاہ رفیع الدین دہلوی)

۲۔ کہ تم لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت کو پہنچنا ہے۔ (مولوی اشرف علی تھانوی)

۳۔ کہ تم درجہ بدرجہ (رتبہ اعلیٰ) پر چڑھوگے۔ (مولوی فتح محمد جالندھری)

۴۔ کہ تم لوگ اسی طرح درجہ بدرجہ منزل ہستی کو طے کروگے۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

۵۔ تم ضرور درجہ بدرجہ ان حالتوں کو پہنچوگے (مرزا بشیرالدین)

۶۔ کہ تم لوگ ضرور ایک سختی کے بعد دوسری سختی میں پھنسوگے۔ (مولوی فرمان علی)

۷۔ تم کو ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گذرتے چلے جانا ہے (مولوی مودودی)

ان تراجم کو دیکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں امام احمد رضا جیسا متبحر عالم اور کوئی نہیں۔ بات آپ نے بھی وہی کہی، بس الفاظ کے چناؤ نے اس کو نکھار دیا اور اس سے سائنسی پہلو بھی اخذ ہوگیا اسی طرح آپ کی وسعت نظری کا اندازہ علم ارضیات کے حوالے سے قرآن پاک کی سورہ النزعت کی ۳۰ویں آیت سے کیجیے۔

والارض بعد ذلك دحها ۳۰ (النزعت)

اور اس کے بعد زمین پھیلائی

جب کہ دیگر تمام اردو مترجمین نے لفظ دحٰھا کے معنی پھیلنے کے بجائے جماؤ کیے ہیں جبکہ لفظ پھیلنا اور جمانا دو مختلف مفہوم رکھتے ہیں۔ جمانے سے جو مفہوم ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ کوئی چیز تہ بہ تہ ایک کے اوپر ایک جم رہی ہو اور پھیلنا کا مفہوم یہ بتاتا ہے کہ کسی چیز کا حجم بڑھ رہا ہے۔ علوم ارضیات زمین کے متعلق یہ معلومات فراہم کرتی ہے کہ زمین جب سے وجود میں آئی ہے برابر پھیل رہی ہے[1] وہ اس طرح کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے سمندروں میں یعنی بحر ہند، اوقیانوس وغیرہ میں بیچ و بیچ سمندر میں نیچے پانی کی تہوں میں سمندری خندقیں (OCEANIC TRENCHES) پائی جاتی ہیں یہ خندقیں ہزاروں میل لمبی بھی ہیں اور ان خندقوں سے برابر گرم گرم پگھلا ہوا لاوا نکل رہا ہے اور اوپر آنے کے بعد یہ دونوں

---

1 SAWKINS, F.S et-al 1978 "THE EVOLVING EARTH 2ND ED. PAGE 153

جانب جم جاتا ہے جب نیا لاوا نکلتا ہے تو پہلے سے جمع شدہ تہہ دائیں بائیں جانب سرکتی ہے اس کے سرکنے سے براعظم پورا سرکتا ہے اور سمندر پیچھے چلا جاتا ہے زمین بلند ہو جاتی ہے یہ عمل اگرچہ بہت آہستہ ہوتا ہے لیکن برابر جاری رہتا ہے[1]۔ زمین چونکہ برابر اٹھ رہی ہے اپنے پھیلاؤ کی وجہ سے اور اس کے پھیلاؤ کی رفتار مختلف براعظموں میں مختلف ہے کوئی براعظم ۳ سینٹی میٹر ہر سال اوپر اٹھ جاتا ہے کوئی چار سینٹی میٹر ہمارا براعظم ایشیا کا برصغیر پاک و ہند کا حصہ ۳ اعشاریہ ۵ سینٹی میٹر ہر سال اوپر اٹھ جاتا ہے اور بحیرہ عرب برابر پیچھے ہٹ رہا ہے۔ یہی قدرتی عمل زمین کو برابر پھیلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے اس پھیلاؤ کا ذکر سورہ نزعٰت کی ۳۰ ویں آیت میں کیا اور امام احمد رضا نے قدرت کے اس عمل کو اپنے ان لفظوں میں چُنا کہ "اور اس کے بعد زمین پھیلائی"۔ زمین کے پھیلنے کے اس عمل کو صرف امام احمد رضا جیسا سائنسدان ہی دیکھ سکتا ہے۔ اور پھر اس پورے عمل کو یا اس کی تفسیر کو آپ نے لفظوں کے چناؤ کے بعد ایک لفظ میں سمیٹ دیا۔ جبکہ اردو زبان کے تمام مترجمین جن کی تعداد ۳۰۰ کے لگ بھگ ہے اور ان میں سے راقم کو اکثر تراجم دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ کوئی بھی مترجم آیات کا ترجمہ اس کے علم کے مطابق نہ کر سکا جس علم کے متعلق وہ آیت خود اشارہ کرتی ہے۔ دُنیا کے مترجمین قرآن میں امام احمد رضا واحد مترجم ہیں جنھوں نے ترجمہ قرآن میں علوم و فنون کے تمام زاویوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ امام احمد رضا جامع الکتاب (قرآن) کے جامع العلوم عالم اور نکتہ داں تھے۔

فقیر کیونکہ علم ارضیات میں ایم ایس سی ہے اور گذشتہ ۱۲ سال سے جامعہ کراچی میں شعبۂ ارضیات میں علوم ارضیات پڑھا رہا ہوں اس لئے میری نظر جب ترجمۂ قرآن پر پڑتی ہے تو میں ان آیات میں وہ قانون تلاش کرتا ہوں جو زمین کی پیدائش اور اس کے ارتقا سے تعلق رکھتے ہیں تو سوائے امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن کے اور کسی ترجمہ میں مجھے اس علم کے متعلق خصوصاً اور دیگر علوم سے متعلق عموماً ایسے اشارات نہیں ملتے جو قرآنی آیات کی حکمت پر روشنی ڈالے مثلاً علم ارضیات میں یہ قانون عام ہے کہ زمین جب پیدا کی گئی تو یہ آگ کا گولہ تھی اس کے بعد یہ ٹھنڈا ہونا شروع ہوئی۔ ٹھنڈی ہونے کے دوران یہ برابر ہچکولے کھاتی رہی یعنی اس میں تھرتھراہٹ تھی اور زمین کو قرار نہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ زمین کے اوپر پہاڑ بننا شروع ہوئے اور زمین اگرچہ اوپر سے ٹھنڈی ہو گئی مگر اس کے اندر گرم لاوا مائع کی شکل میں موجود

[1] SAWKINS, F-J et-al 1938 The evolving earth and Ed

سارے پہاڑ جو سمندر کے اندر اور سمندر کے باہر بھی موجود ہیں اسی گرم لاوا کے اوپر لنگر انداز ہیں بالکل اسی طرح جس طرح سمندری جہاز سمندر میں لنگر انداز ہوتا ہے اور جہاز کے لنگر جہاز کو جنبش سے روکے رہتے ہیں اسی طرح قدرت نے پہاڑوں کے لنگر ڈال کر زمین کی تھرتھراہٹ اور اس کی جنبش کو روکے رکھا ہے اور زمین ہم کو ساکن محسوس ہوتی ہے اور جب کہیں اس قدرتی لنگر میں فرق آتا ہے اور اس کا توازن بگڑتا ہے تو ان مقامات پر زلزلے آجاتے ہیں اور آتش فشاں اُبلنے لگتا ہے کیونکہ ان پہاڑوں کے نیچے ہر جگہ آتش فشاں یا لاوا موجود ہے کہیں اس کی گہرائی چند ہزار فٹ ہے اور کہیں ہزاروں فٹ ہے مگر سخت زمین کے نیچے لاوا ہی لاوا ہے۔ زلزلے کی جو کیفیت ہم کو چند ساعت کے لئے نظر آتی یا محسوس ہوتی ہے زمین کی پیدائش کے وقت پوری زمین اسی طرح ہلتی تھی تو اللہ نے پہاڑ بنا کر اس سے لنگر اندازی کرائی اور آج زمین میں سکوت ہے اس سارے علم کو علم ارضیات میں[1] ISOSTATIC THEORY کہتے ہیں۔

قرآن نے بھی زمین کی پیدائش کے متعلق کئی انداز میں تذکرہ کیا ہے لیکن متعدد مترجم قرآن کی آیات کا لفظی لغوی ترجمہ تو بے شک کرتے ہیں لیکن ان آیات کے پیچھے جو علم کا سمندر ہے اس کو سمجھنے سے قاصر نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے مترجم ظاہری الفاظوں کی عکاسی کرتے ہیں مولانا احمد رضا خاں ان ہی ظاہری الفاظوں کے اندر لفظوں کا چناؤ کر کے اس علم کی بھی عکاسی کر جاتے ہیں جس علم کے لئے وہ آیت نشاندہی کر رہی ہے۔ مثلاً سورہ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بھم ص ..... ۳۱ الانبیاء

۱۔ اور زمین میں ہم نے لنگر ڈالے کہ انھیں لے کر نہ کانپے ص ..... (امام احمد رضا)

۲۔ اور رکھ دیئے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ کبھی ان کو لیکر جھک پڑے (مولوی محمود الحسن دیوبندی)

۳۔ اور رکھے ہم نے زمین میں بوجھ کبھی ان کو لے کر جھک پڑے (شاہ عبدالقادر دہلوی)

۴۔ اور ہم نے زمین پر بھاری پہاڑ اس لئے رکھ دیئے تاکہ وہ لوگوں کو لے کر ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے۔
(ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی)

۵۔ اور ہم نے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ بنا دیئے کہ ایک طرف ان کے ساتھ جھک نہ پڑے (ابوالکلام آزاد)

۶۔ اور ہم نے زمین میں پہاڑ دیئے تاکہ وہ مخلوق کو ہلا نہ سکے (محمد میمن جونا گڑھی)

---

[1] ARTHUR HOLMES 1972, PRINCIPLES OF PHYSICAL GEOLOGY 2nd - Ed - P 22 - 31

۷۔ اور زمین میں ہم نے بھاری بھاری پہاڑ قائم کر دیئے کہ کہیں ان کو لیکے جھک نہ جائے (مقبول احمد دہلوی)

۸۔ اور بنادیئے ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ کہ کہیں جھک نہ پڑے ان کو لے کر (مولوی فیروز الدین)

ان تمام مترجمین کے ترجموں سے یہ بات قطعی واضح نہیں ہوئی کہ پہاڑ کس طرح قائم ہیں اور زمین کا سکوت کس طرح قائم ہے کسی کا ترجمہ ISOSTATIC THEORY کے مطابقت نہیں کرتا اس پورے عمل کا ان تراجم سے اشارہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ یہ صرف امام احمد رضا کی قوت فکری ہے کہ انھوں نے دو لفظوں کے استعمال سے قرآن کے دعویٰ کو بھی ثابت رکھا اور جو قدرتی عمل ہوا ہے اس کو بھی پیش کر دیا کہ پہاڑ ضرور جمائے گئے ہیں لیکن کس طرح اور کہاں تو ترجمہ سے معلوم ہوا یہ لنگر انداز ہیں اور یہ کھلی حقیقت ہے علم ارضیات سے تعلق رکھنے والے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ پہاڑ کس طرح قائم ہیں۔ آیت کے دوسرے حصہ کے دیگر مترجمین کے ترجموں سے جو بات حاصل ہوتی ہے وہ یہ کہ زمین لوگوں کے بوجھ سے چونکہ ادھر ادھر جھک جاتی ہے اس لئے پہاڑوں کو جمادیا۔ جبکہ زمین انسان کی پیدائش سے پہلے قرار پاچکی تھی یعنی جب حضرت آدم علیہ السلام بحیثیت بشر و انسان کے دنیا میں تشریف لائے تو اس سے پہلے یہ زمین قطعی سکوت میں تھی اور اگر انسانوں کے بوجھ سے زمین ہلتی جلتی تو آج اس کو ضرور ہلتے رہنا چاہیئے۔ صرف پاکستان کی مثال لیں کہ لاکھوں مربع میل کے اس علاقے میں صرف کراچی کی آبادی ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے جو چند مربع میل میں پھیلی ہوئی ہے جبکہ بلوچستان جو ہزاروں مربع میل میں پھیلا ہوا ہے اس کی آبادی چند لاکھ ہے تو پھر کراچی کو لوگوں کے بوجھ سے دب جانا چاہیئے جبکہ ایسا نہیں ہو رہا ہے کیونکہ انسانوں کا بوجھ ہوتا ہی کیا ہے کہ جو زمین کے توازن کو تبدیل کر سکے۔ دوسری یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ اس کائنات میں جو سب سے آخری مخلوق پیدا کی گئی وہ انسان ہے اور انسان ان تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ ہے اس لئے اشرف المخلوق کو اس وقت پیدا کیا جب سب کچھ اس کی خاطر پیدا کر لیا گیا لہٰذا یہ بات درست نہیں کہ انسان کے بوجھ سے زمین ادھر ادھر جھک سکتی ہے بلکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ پہاڑوں کے لنگر اس لئے ڈالے ہیں کہ زمین اس کے بغیر ادھر اُدھر جھک سکتی تھی اور ایسی حالت میں انسان کس طرح زندگی گزار سکتا تھا۔ ہم کو تو اس وقت بھیجا جب یہ زمین ہمارے لئے بچھونا بن گئی۔ ان امثال کے بعد یہ بات قطعی واضح ہو گئی کہ امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن تمام اردو تراجم سے زیادہ قرآنی مفہوم کے قریب تر ہے اور سائنٹیفک توجیہات کے مطابق ہے۔ یہاں موقع نہیں ورنہ دیگر علوم و فنون سے متعلق بھی آیات کا موازنہ پیش کیا جاتا۔

ان تمام شواہد اور دلائل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام احمد رضا مسلمان سائنسدانوں میں ان چند ہستیوں میں شامل ہیں جن کو دینی اور سائنسی دونوں علوم کا مجدّد تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً امام محمد غزالی علیہ الرحمہ کا جہاں وہ مذہبی علوم کے مجدد ہیں وہاں وہ فلسفہ، اخلاق، نفسیات جیسے علوم وفنون کے بھی مجدد ہیں۔[1]

اسی طرح امام رازی، البیرونی، ابن سینا، ابن خلدون وغیرہ۔ لیکن ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں امام احمد رضا کا بھی منفرد اور ممتاز مقام ہے اگرچہ پچھلے ہزاروں مسلمان سائنسداں علوم عقلیہ کے امام تسلیم کئے گئے ہیں۔ اور اکثر مجتہدانہ رائے بھی رکھتے ہیں لیکن سوائے امام غزالی علیہ الرحمہ کے ان سب میں امام علوم نقلیہ کوئی بھی نہیں اگرچہ ہر کوئی قرآن اور حدیث سے استفادہ ضرور کرتا تھا کیونکہ یہ ہی ان کا ماخذ تھا لیکن اس جیسی دسترس حاصل نہ تھی۔ امام احمد رضا دنیائے اسلام کے واحد سائنسداں ہیں کہ علوم نقلیہ میں تو ان کو مجدّد دین وملت تسلیم کیا ہی گیا ہے[2] مگر علوم عقلیہ کے بھی آپ اکثر فنون میں مجدد نظر آتے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ ۱۰۰ سے زیادہ مختلف علوم وفنون پر آپ کے تحقیقی رسائل یادگار ہیں۔ راقم اس دعویٰ میں غلط نہیں کہ آپ مجدد دین وملت اور مجدّد علوم جدیدہ ہیں۔ کاش کہ ان کی تمام تصنیفات عام فہم زبان میں (جنھیں اکثر عربی اور فارسی میں ہیں) دُنیا کے سامنے ان کی زبانوں میں پیش کی جائیں تو میرا دعویٰ ہے کہ ان کی ہر تحقیقی تصنیف نوبل انعام کی مستحق قرار پائے اس دعویٰ کی تائید سر ضیاءالدین کے قول سے ہوتی ہے۔

"اپنے ملک میں معقولات کا جب اتنا بڑا اکسپرٹ موجود ہے تو ہم نے یورپ جاکر جو کچھ سیکھا، وقت ضائع کیا۔" (ماہنامہ تجلیات خطبہ صدارت یوم رضا ۱۳۷۹ھ ناگپور)

مفتی برہان الحق جبلپوری (المتوفی ۱۹۸۴ء) تلمیذ وخلیفہ امام احمد رضا اور بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کے خاص رفیق کار اپنے مشاہدات میں ڈاکٹر سر ضیاءالدین کا امام احمد رضا سے متعلق خود سنا ہوا یہ قول نقل کرتے ہیں[3]

"اتنا زبردست محقق عالم اس وقت ان کے سوا شاید ہی ہو۔ اللہ نے ایسا علم دیا ہے کہ عقل حیران ہے دینی، مذہبی، اسلامی علوم کے ساتھ ہی ساتھ ریاضی، اقلیدس، جبر ومقابلہ، توقیت ہیئت وغیرہ میں اتنی زبردست قابلیت اور مہارت حاصل ہے کہ میری عقل جس ریاضی

---

[1] ابراہیم عمادی ندوی مسلمان سائنسدان اور ان کی خدمات مطبوعہ کراچی

[2] ڈاکٹر محمد مسعود احمد امام احمد رضا اور عالم اسلام مطبوعہ کراچی ص ۶۴

[3] محمد برہان الحق جبلپوری: اکرام امام احمد رضا مطبوعہ لاہور ص ۶۰

کے مسئلے کو ہفتوں غور و فکر کے بعد بھی حل نہ کر سکی حضرت نے چند منٹ میں بغیر کتابوں کی مدد کے حل کر کے رکھ دیا، صحیح معنوں میں یہ ہستی "NOBEL PRIZE" کی مستحق ہے"۔[1]

امام احمد رضا کی علمی کاوشوں پر جب حکیم محمد سعید جیسے دانشور کی نظر پڑی تو موجودہ دور کے علم طب کے ماہر نے اپنے ایک پیغام میں یہ تاثر لکھا[1]

"گزشتہ نصف صدی میں طبقہ علماء میں جو جامع شخصیات ظہور میں آئی ہیں ان میں مولانا احمد رضا خاں کا مقام بہت ممتاز ہے، ان کی علمی دینی اور ملی خدمات کا دائرہ وسیع ہے، تفقہ اور دینی علوم میں فاضل بریلوی کی مہارت کے ساتھ سائنس اور طب کے علوم میں بھی ان کی بصیرت علمائے سلف کے اس ذہن و فکر کی نمائندگی کرتی ہے جس میں دینی و دنیوی علوم کی تفریق نہ تھی، ان کی شخصیت کا یہ پہلو عصر حاضر کے علماء اور دانش گاہوں کے متعلمین دونوں کو دعوت فکر و مطالعہ دیتا ہے، ان کی تصانیف ہمارے لئے بیش بہا علمی ورثے کی حیثیت رکھتی ہیں، ان کے تحقیقی مطالعہ سے علوم و فنون کے بہت سے گوشے سامنے آسکتے ہیں۔"

امام احمد رضا جو مغربی دنیا میں بھی اب متعارف ہو چکے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے علمی ورثے کو بھی جلد از جلد متعارف کرایا جائے، مجھے یقین ہے کہ مغربی دنیا کی آنکھیں کھل جائیں گی کہ جب ان کو تمام علوم و فنون کے اندر نئے اور حقیقت پر مبنی خیالات ملیں گے نئے مشاہدات اور زاویوں سے متعارف ہوں گے اور بعید نہیں کہ تاریخ میں بحیثیت مسلمان سائنسدان امام احمد رضا دیگر مسلمان سائنسدانوں کی طرح اپنی وسعت علمی کے باعث منفرد مقام کے مستحق اور مجدد علوم جدیدہ قرار پائیں۔ مغربی دنیا میں کئی ریسرچ اسکالرامام احمد رضا کی شخصیت اور ان کی تصانیف پر تحقیق فرما رہے ہیں انھیں میں ایک مستشرق پروفیسر ڈاکٹر جے۔ ایم۔ ایس بلیان بھی ہیں جو لیڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) کے شعبۂ علوم اسلامیہ میں ایک سن رسیدہ پروفیسر ایمریٹس ہیں اور پچھلے دس سال سے امام احمد رضا کی مطبوعات بالخصوص فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ آپ اپنے ایک خط میں بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد امام احمد رضا کے متعلق ان الفاظ میں اظہار خیال فرماتے ہیں[2]

"حقیقت میں وہ ایک عظیم محقق اور فاضل تھے میں نے ان کے فتاویٰ پڑھے تو میں ان کے

---

[1] حکیم محمد سعید: مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۸ء ص ۱۵ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

[2] معارف رضا شمارہ ہفتم ۱۹۸۶ء ص ۶۸ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

وسعت مطالعہ سے بے حد متاثر ہوا..... آپ کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ احمد رضا کو مغرب میں جانا پہچانا جانا چاہیئے اور ان کی پذیرائی ہونی چاہیئے"۔

(ترجمہ انگریزی مکتوب ۲۱ نومبر ۱۹۸۶ء لیڈن)

ایک اور خط میں رقمطراز ہیں[۱]

"امام رضا کی تصانیف کا جتنا زیادہ مطالعہ کرتا ہوں اتنا ہی زیادہ ان کے کثرت و دلائل و شواہد سے متاثر ہوتا جاتا ہوں۔ وہ اپنے موضوعات پر کامل عبور رکھتے ہیں"۔

(ترجمہ انگریزی مکتوب ۱۹ جنوری ۱۹۸۷ء لیڈن)

(پاکستان ٹیلی ویژن کے پروگرام)

پروفیسر ڈاکٹر بلیان اپنے ایک تاثر میں جو ۷۔ ٹی انسائیکلو پیڈیا پروگرام نمبر ۳۸ مورخہ ۲۲ جولائی اور ۱۲ اگست ۱۹۸۹ء میں پیش کیا گیا۔

نہایت حیرت ہے کہ اب تک مغربی مستشرق دانشوروں نے برصغیر کے اس عظیم امام کو اپنی تحقیق و تصنیف میں افسوسناک حد تک نظر انداز کیا ہے

آخر میں حکیم محمد سعید صاحب چیئرمین ہمدرد ٹرسٹ کے خیالات پر اس مقالے کو ختم کروں گا۔

"فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لئے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ کسی لفظ کی معنویت کی تحقیق کے لئے کن علمی مصادر کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اس لئے ان کے فتاویٰ میں بہت سے علوم کے نکات ملتے ہیں مگر طب اور اس علم کے دیگر شعبے مثلاً کیمیا اور علم الاحجار کو تقدم حاصل ہے اور جس وسعت کے ساتھ اس علم کے حوالے انکے ہاں ملتے ہیں ان سے ان کی دقت نظر اور طبی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے وہ اپنی تحریروں میں صرف ایک مفتی نہیں بلکہ محقق طبیب بھی معلوم ہوتے ہیں انکے اس تحقیقی اسلوب و معیار سے دین و طب (سائنس) کے باہمی تعلق کی بھی خوب وضاحت ہو جاتی ہے

---

[۱] معارف رضا شمارہ ہفتم ۱۹۸۶ء ص ۸۶ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
[۲] ایضاً شمارہ نہم ۱۹۸۹ء ص

# آئینۂ رضویات

مصنّف

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا